# کلیاتِ اظہر

غلام رسول اظہر صاحب سے تعلق 1988ء میں شروع ہوا۔ فیصل آباد سے تقریباً چالیس پچاس کلومیٹر دور، گوجرہ ایک تحصیل تھی، بلکہ ہے۔ وہاں میں اسسٹنٹ کمشنر کے فرائض انجام دے رہا تھا۔ زندگی سے بھرپور شہر اور بہت محنتی لوگوں کی سرزمین۔ غلام رسول صاحب، مقامی سرکاری کالج میں پروفیسر تھے۔ اردو، عربی اور فارسی پر عبور حاصل تھا۔ اس زمانہ میں مجھے شاعری کا شوق تھا اور غلام رسول صاحب بلند پایہ شاعر تھے۔ میں غزل کی تصحیح کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ بہت ہی سادہ طبیعت انسان، بالکل درویش صفت شخص ثابت ہوئے۔ کبھی موج میں آ کر اپنی غزلیں سناتے تھے تو وقت تھم سا جاتا تھا۔ باکمال اشعار بلکہ معلوم پڑتا تھا کہ کلاسیکی دور کے کسی استاد کے شعر ہیں۔ 1990ء تک ان سے غزلوں کی تصحیح کراتا رہا۔ پھر لاہور تبادلہ ہو گیا اور پروفیسر صاحب سے رابطہ کم ہو گیا۔ 1997ء میں وہ جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔ آج سے چند ماہ پہلے نیویارک سے ان کے صاحبزادے صدیق عثمان کا فون آیا۔ صدیق صاحب نے اپنے والد کی تمام تحریروں کو جمع کیا اور عرق ریزی سے کلیات اظہر ترتیب دے ڈالی۔ ویسے صدیق صاحب نے کمال کام سرانجام دیا ہے۔ خدا انہیں اس نایاب کام کی جزا دے۔ خیر چند ہفتے قبل، یہ نسخہ مجھے بذریعہ ڈاک موصول ہوا۔ کتاب ہاتھ میں کیا آئی، یادوں کے دریچے وا ہو گئے۔ پروفیسر صاحب نے اپنی تمام شخصیت، رنج، الم، خوشیاں اشعار میں سمو ڈالی ہیں۔ ڈاکٹر محمد مالک نے کلیات اظہر میں لکھا ہے:

مولوی عبدالحق ایک جگہ لکھتے ہیں ہر انسان کی زندگی کے دو حوالے ہوتے ہیں۔ ایک اس کی شخصیت اور دوسرا اس کا کام۔ کام کی نسبت شخصیت کا حوالہ زیادہ دیرپا نہیں ہوتا کیونکہ جب اس کے ہم عصر دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں تو اس کی شخصیت بھی پس منظر میں چلی جاتی ہے جبکہ اس کا کام اسے ہمیشہ کے لئے یادگار بنا دیتا ہے۔ علم و ادب اور فن سے وابستہ کتنے ہی لوگ دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی لوگوں کے دلوں میں زندہ رہتے ہیں۔ وہ ادب ہو، شاعری ہو یا کوئی اور شعبہ زندگی، بقول ڈاکٹر رشید امجد اچھا اور معیاری ادب ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ مرزا غلام رسول اظہر بھی ان یادگار لوگوں میں سے ہیں جو اپنی ذات اور کام کے حوالے سے منفرد سمجھے جاتے ہیں۔ میری نظر میں وہ ایک استاد شاعر تھے جن کی شاعری میں ایک قادر الکلام شاعر کی نمایاں جھلک نظر آتی ہے اور جا بجا فنی پختگی عیاں ہوتی ہے۔ کلیاتِ اظہر اردو شاعری کا وہ شاہکار ہے جو اب تک اہل علم و ادب کی دسترس میں نہ آ سکا تھا۔ یہ پروفیسر غلام رسول اظہر کی تخلیقات، تجربات و مشاہدات کا حسین مرقع ہے۔ کلیاتِ اظہر میں سے چند اشعار آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں:

خونِ جگر سے آنکھ کے آئینے دھوئے ہیں
اے خوش جمال تیری ہی تصویر کے لیے
پہنیں خیالِ زلف میں دانستہ بیڑیاں
ہم آپ بیقرار تھے زنجیر کے لیے
خوں تک اچھال آئے ہیں رخسار صبح پر
اک دل نشیں سے خواب کی تعبیر کے لیے
دل کی شکستگی سے وہ چہرہ بھی گم ہوا
کس شے سے جوڑوں کرچیاں تصویر کے لیے

..............................

اسی لیے تو اُٹھائی تھی ریت کی دیوار
کہ لطف دشت کا دیں گے یہ بام و در میرے
میں ایک نخل تو ہوں پر کسی کا سایہ ہوں
عصا و سنگ سے جھاڑو نہ برگ و بر میرے
پلک سے ٹوٹ کے بکھرے ہیں اشک ہونٹوں پر
مجھے ہی زہر چٹاتے ہیں یہ گہر میرے
ترے حضور میں پہنچے تو کیسے چونک اُٹھے
ہنسی اُڑاتے تھے کیا کیا یہ کم نظر میرے

..............................

نشتر سی بات دوست کی دل میں اُتر گئی
میں دیر تک کھڑا رہا باور نہ کر سکا؟
جس گھر کی اینٹ اینٹ مرے خوں سے تر ہوئی
مجھ کو قبول آج وہی گھر نہ کر سکا
پانی کی طرح ریت میں، بے داغ الفتیں
خودکام دوستوں پہ نچھاور نہ کر سکا
کیا غمِ شبِ فراق کی صبح نہ پاسکے
دیدار صبح آج تک اختر نہ کر سکا

..............................

وہ ایک بار کا جلوہ، دی نشاطِ دوام
مرے دماغ کو حاصل ہے روشنی کیا کیا
مجھے دلیل کی حاجت ہی کیا، خدا تو ہے
مرے گناہ سے ثابت ہے بندگی کیا کیا
ترے حضور میں پہنچے تو لوگ چونک اُٹھے
وگرنہ پہلے اُڑائی گئی ہنسی کیا کیا
اُسی کی عمر کا مہتاب تھا اور اک وہ تھا
ہمارے شہر پہ چٹکی تھی چاندنی کیا کیا

..............................

ہر کوچہ جمال میں بکھری ہوئی ہے خاک
دل کو سمیٹ لائیں کہاں جابجا سے ہم
اک گونہ عافیت ہیں موجوں میں بے نصیب
مایوس ہو چکے تھے رُخِ ناخدا سے ہم

اب ایک قطعہ پیش کرتا ہوں:

میں تو کیا حق گوئی کا شیدا ہوتا
میرے احباب تھے ترغیب دلانے والے
اپنے ہی خون کے رشتوں نے عنائت کی تھی
اور تھے کون مجھے زہر پلانے والے

نظم، جشن آزادی میں تحریر فرماتے ہیں:

اب کے برس بہار کا انداز اور ہے
ہم پہ ہمیشہ چرخ کی گردش رہے یہ کیوں؟
آلامِ دہر قلب ہمارا سہے یہ کیوں؟
مسلم کا خون پانی کی صورت بہے یہ کیوں؟
اب کے برس بہار کا انداز اور ہے

برادرم صدیق عثمان، آپ نے اپنے والد کی تابعداری کا حق ادا کر دیا اور میرے جیسے طالب علم پر ایک خوشگوار احسان کیا۔ کلیاتِ اظہر، واقعی کمال درجہ کی شاعری کا مجموعہ ہے!